کا انتظام ہو رہا ہے۔ اس بنگلہ ترجمہ کی کچھ قسطیں کلکتہ کے ایک بنگالی رسالہ میں چھپی تھیں وہ مقبول ہوئی تھیں
ندوۃ المصنفین نے جو کام اپنے ذمہ لیا تھا۔ ایک مرتبہ بالکل تباہ و برباد ہو جانے کے بعد بھی آج وہ اسی
مستعدی اور ہمت و پامردی کے ساتھ انجام دیئے چلا جا رہا ہے اور اس درجہ غیرت و خودداری کے ساتھ کہ نہ
کہیں زبان پر حرفِ جزع و فزع ہے اور نہ امداد کی پُرزور اپیلیں لیکن آج کل اردو زبان کی نشر و اشاعت کے سنجیدہ
و متین ادارے جس دور سے گذر رہے ہیں وہ کسی پر مخفی نہیں ہمارا عہد تو یہ ہے کہ جس ذمہ داری کو ہم نے اپنے
سر لیا ہے اس کو جب تک ہو سکے گا نباہیں گے۔ لیکن یہ بات خود آپ کے سوچنے کی ہے کہ آپ کو کیا کرنا چاہیئے؟
سوال بہت مختصر ہے اور وہ یہ کہ ندوۃ المصنفین سے اسلامی لٹریچر میں قابل قدر اضافہ ہو رہا ہے یا نہیں؟ اس
کے کاموں سے ہندوستان میں اسلامی کلچر کی حفاظت و بقا میں مدد مل رہی ہے یا نہیں؟ اس کے رسالے اور کتابوں سے
اردو زبان کو قوت بہم پہنچ رہی ہے یا نہیں؟ اگر ان سب سوالوں کا جواب اثبات میں ہے اور کسی رعایت اور مروت کی بنا پر نہیں
بلکہ خود اپنے دل کی بصیرت اور دماغ کی بنا پر ہے اور آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس ادارہ کو قائم رہنا چاہیئے تو پھر آپ خود سوچئے کہ اس
مقصد کے لئے آپ کو کیا کرنا چاہیئے! ندوۃ المصنفین کا محسن یا معاون ہونا۔ ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہے
آپ جتنا دیں گے اس سے زیادہ کی ورنہ اتنے ہی روپیہ کی لاگت کی کتابیں اور رسالہ آپ کو مل جائے گا چندہ
وغیرہ قسم کی کوئی چیز آپ سے طلب نہیں کی جاتی اس بنا پر ہمارے ندوۃ المصنفین کے قدرداں احباب
میں سے ہر صاحب اگر اس کا عہد کر لیں کہ وہ اپنے حلقۂ تعارف و اثر میں کم از کم کسی ایک صاحبِ ذوق و
حیثیت کو ندوۃ المصنفین کا ممبر ضرور بنائیں گے تو ادارہ کی موجودہ دشوار ترین مالی مشکلات بڑی حد تک
حل ہو سکتی ہیں اور یہ کوئی بڑا کام نہیں ہے۔ صرف ادنیٰ توجہ اور معمولی دلچسپی کی ضرورت ہے آپ
کوشش کیجئے کہ ادارہ کے مخلص و بے لوث کارکنوں کو تنگ آکر اور پچھتا کر یہ نہ کہنا پڑے کہ

دہی میری کم نصیبی دہی تیری بے نیازی
میرے کام کچھ نہ آیا یہ کمالِ نے نوازی